

**Allama Iqbal Open University AI OU matric
Solved Assignment No 4 Autumn 2025 Code
204 Urdu For Daily Use**

سوال 1: مندرجہ ذیل لوک کہانیوں کا خلاصہ تحریر کریں:

(الف) مہان کی عزت

(ب) خون کا بدلہ

(الف) مہان کی عزت — خلاصہ

مہان کی عزت ایک مشہور لوک کہانی ہے جو مشرقی معاشروں میں عزت،

غیرت، سماجی اقدار اور اخلاقی ذمہ داری جیسے تصورات کو نمایاں کرتی

ہے۔ اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان کی اصل پہچان اس کی دولت یا طاقت نہیں بلکہ اس کی عزت، کردار اور اصول ہوتے ہیں۔

کہانی میں مہمان ایک سادہ مگر باوقار شخص ہے جو اپنے اصولوں پر سختی سے قائم رہتا ہے۔ وہ غریب ضرور ہے، لیکن عزتِ نفس کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی دولت سمجھتا ہے۔ معاشرے میں کچھ بااثر اور طاقتور لوگ اسے دبانے، ذلیل کرنے یا اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر مہمان ہر حال میں اپنی عزت پر سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

کہانی میں کئی ایسے مواقع آتے ہیں جہاں مہمان کو مالی فائدہ یا وقتی آسائش حاصل ہو سکتی ہے، مگر اس کے بدلے اسے اپنی عزت قربان کرنا پڑتی ہے۔ وہ ہر بار یہی فیصلہ کرتا ہے کہ عزت کے بغیر زندگی بے معنی ہے۔ آخر کار مہمان کا یہ کردار معاشرے کے لیے ایک مثال بن جاتا ہے، اور لوگ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اصل عظمت کردار میں ہے، نہ کہ دولت یا طاقت میں۔

یہ کہانی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ انسان اگر عزت اور اصولوں پر قائم رہے تو وقتی نقصان کے باوجود اخلاقی فتح اسی کی ہوتی ہے۔ مہمان کی عزت دراصل

اس بات کی علامت ہے کہ خودداری اور وقار وہ اقدار ہیں جو انسان کو حقیقی معنوں میں بلند مقام عطا کرتی ہیں۔

(ب) خون کا بدلہ — خلاصہ

خون کا بدلہ ایک قدیم اور الم ناک لوک کہانی ہے جو قبائلی اور روایتی معاشروں میں بدلے، دشمنی، خاندانی غیرت اور تشدد کے تسلسل کو موضوع بناتی ہے۔ اس کہانی کا بنیادی خیال یہ ہے کہ انتقام کا راستہ انسان اور معاشرے دونوں کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔

کہانی کا آغاز ایک قتل سے ہوتا ہے، جس کے بعد مقتول کے خاندان پر یہ دباؤ آ جاتا ہے کہ وہ خون کا بدلہ لے۔ قبائلی رسم و رواج کے مطابق بدلہ نہ لینا بزدلی اور بے عزتی سمجھا جاتا ہے۔ اس دباؤ کے تحت خاندان کا ایک فرد، چاہے وہ دل سے اس عمل کو غلط ہی کیوں نہ سمجھے، بدلہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یوں ایک قتل کے بعد دوسرا قتل ہوتا ہے، اور پھر یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔ معصوم لوگ، عورتیں اور بچے بھی اس دشمنی کی آگ میں جلنے لگتے ہیں۔ کہانی میں دکھایا گیا ہے کہ خون کا بدلہ نہ صرف انسانی جانوں کا ضیاع کرتا ہے بلکہ معاشرے سے امن، محبت اور برداشت بھی چھین لیتا ہے۔ آخر کار کہانی اس انجام پر پہنچتی ہے جہاں دونوں خاندان تباہ ہو چکے ہوتے ہیں، مگر کسی کو حقیقی سکون یا انصاف حاصل نہیں ہوتا۔ اس مرحلے پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بدلہ صرف مزید خون کو جنم دیتا ہے، مسئلے کا حل نہیں بنتا۔

یہ کہانی ایک گہرا سماجی پیغام دیتی ہے کہ انصاف، معافی اور برداشت ہی معاشرے کو بچا سکتے ہیں، جبکہ انتقام صرف نفرت اور تباہی کو بڑھاتا ہے۔ خون کا بدلہ دراصل اس فرسودہ سوچ پر تنقید ہے جو انسانی جان سے زیادہ رسم و رواج کو اہمیت دیتی ہے۔

سوال 2: شادی بیاہ کی کوئی سی دو رسومات کا حال بیان کریں۔

(الف) مایوں کی رسم

مایوں برصغیر کی شادی بیاہ کی ایک قدیم اور مقبول رسم ہے جو شادی سے چند دن پہلے شروع ہوتی ہے۔ اس رسم کا بنیادی مقصد دلہا یا دلہن کو ازدواجی زندگی کے لیے ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر تیار کرنا ہوتا ہے۔ عموماً مایوں دلہن کے لیے زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے اور یہ رسم شادی سے تقریباً تین سے سات دن پہلے ادا کی جاتی ہے۔

مایوں کے دوران دلہن کو ہلکے رنگ کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، زیادہ تر پیلا یا زرد رنگ، جو خوشی، برکت اور نئی شروعات کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ دلہن کو گھر کے ایک مخصوص حصے میں بٹھایا جاتا ہے اور اسے باہر جانے یا غیر ضروری میل جول سے روکا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلہن آرام کرے اور شادی کی تیاریوں سے ذہنی دباؤ کم ہو۔

اس رسم میں عورتیں دلہن کو ابٹن لگاتی ہیں جو بیسن، ہلدی، دودھ اور دیگر قدرتی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ نہ صرف حسن نکھارنے کا ذریعہ ہوتا ہے بلکہ اسے خوش بختی کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔ مایوں کے دوران گیت گائے جاتے ہیں، ہنسی مذاق ہوتا ہے اور قریبی رشتہ دار دلہن کے ساتھ خوشیاں بانٹتے ہیں۔

مایوں کی رسم دراصل اس بات کی علامت ہے کہ دلہن اپنی پرانی زندگی کو الوداع کہہ کر ایک نئی زندگی میں قدم رکھنے والی ہے۔ یہ رسم خاندانی قربت، محبت اور روایتی اقدار کو مضبوط بناتی ہے۔

(ب) مہندی کی رسم

مہندی شادی بیاہ کی سب سے رنگا رنگ اور خوشگوار رسومات میں شمار ہوتی ہے۔ یہ رسم عام طور پر شادی سے ایک یا دو دن پہلے منعقد کی جاتی ہے اور اس میں خوشی، موسیقی اور رقص کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ مہندی کا بنیادی مقصد شادی کی خوشی کا اظہار اور دلہا دلہن کے درمیان محبت اور خوش بختی کی دعا ہوتا ہے۔

اس رسم میں دلہن کے ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی لگائی جاتی ہے۔ مہندی کو خوش قسمتی، محبت اور ازدواجی رشتے کی مضبوطی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ روایتی طور پر دلہن کے ہاتھوں پر بنائے گئے نقش و نگار نہایت نفیس اور خوبصورت ہوتے ہیں، اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ دلہا دلہن کے ہاتھوں میں ایک دوسرے کا نام تلاش کرتا ہے۔

مہندی کی محفل میں خواتین لوک گیت گاتی ہیں، ڈھولکی بجائی جاتی ہے اور رقص کیا جاتا ہے۔ آج کل مرد حضرات بھی اس تقریب میں شریک ہوتے ہیں، جس سے یہ رسم مزید خوشگوار اور اجتماعی بن گئی ہے۔ مہندی کی محفل خاندانوں کے درمیان میل جول بڑھانے اور خوشیوں کو دوگنا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

یہ رسم اس بات کی نمائندگی کرتی ہے کہ شادی صرف دو افراد کا نہیں بلکہ دو خاندانوں کا رشتہ ہوتی ہے۔ مہندی کے رنگ اور خوشبو نئی زندگی، امید اور خوشی کی علامت بن کر دلہا دلہن کے سفر ازدواج کا خوبصورت آغاز کرتی ہے۔

سوال 3: لوک کہانیوں کے پس منظر میں وضاحت کریں۔

1۔ اسمی کی کل جائیداد کیا تھی؟

لوک کہانیوں کے پس منظر میں اسمی ایک ایسا کردار ہے جو مادی دولت سے محروم مگر اخلاقی دولت سے مالا مال دکھایا گیا ہے۔ اسمی کی کل جائیداد دراصل اس کی عزت، سچائی، محنت اور نیک نامی تھی۔ اس کے پاس نہ زمینیں تھیں، نہ سونا چاندی اور نہ ہی طاقت، مگر جو چیز اسے معاشرے میں باوقار بناتی تھی وہ اس کا صاف کردار اور لوگوں کے ساتھ دیانت داری سے پیش آنا تھا۔

لوک کہانیوں میں اسمی کی جائیداد کا ذکر اس بات کی علامت ہے کہ اصل دولت مال و زر نہیں بلکہ انسان کی اخلاقی قدریں ہوتی ہیں، جو مشکل وقت میں بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتیں۔

2۔ ”مہمان کی عزت“ کا قابلِ نفرت کردار کس کا ہے؟

لوک کہانی ”مہمان کی عزت“ میں قابلِ نفرت کردار اس شخص کا ہے جو مہمان نوازی جیسے مقدس اصول کو اپنے ذاتی مفاد، لالچ اور خود غرضی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہ کردار بظاہر مہمان کی عزت کا دعوے دار ہوتا ہے مگر درحقیقت اس کا مقصد عزت نہیں بلکہ فائدہ اٹھانا یا دکھاوا ہوتا ہے۔ یہ کردار اس لیے قابلِ نفرت ہے کہ وہ مشرقی تہذیب کی ایک عظیم روایت—مہمان نوازی—کو بدنام کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ جب اقدار سے خلوص ختم ہو جائے تو رسمیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔

3۔ مراد خان مرتے وقت کس خیال سے بے چین تھا؟

مراد خان مرتے وقت اپنے انجام، ناانصافی اور ادھوری خواہشات کے خیال سے بے چین تھا۔ اسے اس بات کا شدید دکھ تھا کہ اس کے ساتھ ظلم ہوا اور وہ سچائی ثابت نہ کر سکا۔ اس کے دل میں یہ حسرت بھی تھی کہ اس کی موت کے بعد شاید اصل حقیقت سامنے نہ آ سکے اور اس کا خون رائیگاں چلا جائے۔

مراد خان کی بے چینی اس بات کی علامت ہے کہ جب انسان کو انصاف نہ

ملے تو موت بھی اسے سکون نہیں دے پاتی۔ یہ کیفیت لوک کہانیوں میں مظلوم کی بے بسی اور معاشرتی ناانصافی کی گہری تصویر پیش کرتی ہے۔

4۔ قاتل نے مراد خان کو کیوں قتل کیا؟

قاتل نے مراد خان کو ذاتی دشمنی، حسد اور خوف کی بنیاد پر قتل کیا۔ مراد خان کی سچائی، جرات اور حق گوئی قاتل کے لیے خطرہ بن چکی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ اگر مراد خان زندہ رہا تو اس کے راز فاش ہو جائیں گے یا اس کی برتری ختم ہو جائے گی۔

یہ قتل دراصل طاقتور کے ہاتھوں کمزور کے استحصال کی علامت ہے۔ لوک کہانی میں یہ واقعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ ظلم اکثر خوف سے جنم لیتا ہے اور سچ کو دبانے کے لیے تشدد کا سہارا لیا جاتا ہے۔

5۔ سپین گل کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد کیا تھا؟

سپین گل کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد عزت، امن اور قبائلی وقار کا تحفظ

تھا۔ وہ اپنی زندگی میں طاقت یا دولت کے بجائے امن، انصاف اور باہمی

احترام کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کا قبیلہ عزت کے ساتھ

زندہ رہے اور آنے والی نسلیں نفرت، انتقام اور دشمنی سے محفوظ رہیں۔

سپین گل کا کردار لوک کہانیوں میں اس دانائی اور بصیرت کی علامت ہے جو

انسان کو ذاتی فائدے سے بلند ہو کر اجتماعی بھلائی کے لیے سوچنے پر

مجبور کرتی ہے۔ وہ یہ پیغام دیتا ہے کہ اصل کامیابی طاقت میں نہیں بلکہ امن

اور اصولوں پر قائم رہنے میں ہے۔

سوال 4: مندرجہ ذیل نظم کی تشریح کیجیے، نیز شاعر کا نام بھی لکھیں۔

شاعر کا نام: فیض احمد فیض

نظم کا مرکزی خیال

یہ نظم شاعر کے عوام دوست، انقلابی اور انسان دوست نظریے کی بھرپور ترجمان ہے۔ اس نظم میں شاعر محنت کش طبقے—ملاح، دہقان اور مزدور—کو اصل ہیرو کے طور پر پیش کرتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ قوموں کی اصل طاقت اور شناخت ان ہی لوگوں سے جنم لیتی ہے۔ شاعر زمین، وطن اور قدرتی حسن کو عوام سے جوڑ کر ایک اجتماعی قومی شعور پیدا کرتا ہے۔

پہلے مصرعے کی تشریح

”میرے ملاح لہروں کے پالے ہوئے“

اس مصرعے میں شاعر ملاحوں کا ذکر کرتا ہے جو سمندر کی بے رحم لہروں میں پل کر جوان ہوتے ہیں۔ لہریں یہاں زندگی کی مشکلات، خطرات اور مسلسل جدوجہد کی علامت ہیں۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ ملاح وہ لوگ ہیں جو فطرت کے سخت امتحانوں سے گزر کر مضبوط بنتے ہیں۔ یہ طبقہ خوف، تھکن اور ناکامی سے گھبرانے والا نہیں بلکہ مسلسل جدوجہد کا عادی ہوتا ہے۔

دوسرے مصرعے کی تشریح

“میرے دہقان پسینوں کے ڈھالے ہوئے”

اس مصرعے میں دہقان کی محنت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دہقان کی زندگی مشقت، محنت اور پسینے سے جڑی ہوئی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ دہقان کا وجود اس کے پسینے سے تشکیل پاتا ہے، یعنی اس کی محنت ہی اس کی پہچان ہے۔ یہ مصرع زرعی معاشرے میں کسان کی اہمیت اور اس کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

تیسرے مصرعے کی تشریح

”میرے مزدور اس دور کے کوہ کن“

یہاں شاعر مزدور کو ”کوہ کن“ یعنی پہاڑ کاٹنے والے سے تشبیہ دیتا ہے، جو فارسی ادب میں فرہاد کی یاد دلاتی ہے—ایک ایسا کردار جو ناممکن کو ممکن بنانے کی علامت ہے۔ شاعر مزدور کو جدید دور کا فرہاد قرار دیتا ہے جو کارخانوں، سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں اپنی جان کھیلتا ہے۔ اس تشبیہ کے ذریعے مزدور کی عظمت، قربانی اور استقامت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

چوتھے مصرعے کی تشریح

”چاند میری زمین، پھول میرا وطن“

یہ مصرع علامتی اور جمالیاتی معنویت رکھتا ہے۔ شاعر زمین کو چاند سے تشبیہ دے کر اس کی خوبصورتی اور تقدس کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ وطن کو پھول کہہ کر محبت، خوشبو اور زندگی کی علامت بناتا ہے۔ اس مصرع میں

شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ اس کی زمین اور اس کا وطن محض جغرافیائی حدود نہیں بلکہ حسن، محبت اور جذباتی وابستگی کا مرکز ہیں۔

نظم کا فکری اور سماجی پہلو

یہ نظم دراصل ایک **طبقاتی شعور** کی نمائندہ ہے۔ شاعر واضح کرتا ہے کہ اصل قوم وہی ہوتی ہے جو اپنے محنت کش طبقے کو پہچانتی اور عزت دیتی ہے۔ ملاح، دہقان اور مزدور کو ”میرے“ کہہ کر شاعر ان سے اپنی فکری وابستگی ظاہر کرتا ہے۔ یہ نظم سرمایہ دارانہ استحصال کے خلاف ایک خاموش مگر طاقتور احتجاج بھی ہے۔

نتیجہ تشریح

یہ نظم فیض احمد فیض کے انقلابی، عوامی اور انسان دوست نظریے کی بھرپور عکاس ہے۔ شاعر محنت کش طبقے کو قوم کی بنیاد اور وطن کی اصل روح قرار دیتا ہے اور یہ پیغام دیتا ہے کہ زمین کی خوبصورتی، وطن کی

خوشبو اور معاشرے کی ترقی انہی گمنام محنت کرنے والوں کی مرہونِ منت

ہے۔

www.studyvillas.com

سوال 5: مندرجہ ذیل اشعار کی وضاحت کریں، نیز نظم اور شاعر بھی تحریر کریں۔

نظم کا نام: یہ وطن تمہارا ہے

شاعر کا نام: حفیظ جالندھری

اشعار

بستی بستی تیرا چرچا

قدم قدم پر گیت ترے

دھڑکن دھڑکن پیار ہے تیرا

نگر نگر میں میت ترے

جب تک ہے دنیا باقی

ہم دیکھیں آزاد تجھے

سونی دھرتی اللہ رکھے

قدم قدم آباد تجھے

نظم کا مرکزی خیال

یہ نظم وطن سے گہری محبت، قومی فخر، اور آزادی کی قدر و قیمت کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ شاعر وطن کو صرف زمین کا ٹکڑا نہیں بلکہ ایک زندہ، متحرک اور جذبات سے بھرپور وجود کے طور پر پیش کرتا ہے۔ نظم میں وطن کی شہرت، اس کے لیے دی گئی قربانیاں، عوام کی محبت، اور اس کی آزادی کے لیے دائمی دعا شامل ہے۔ یہ اشعار حب الوطنی کے جذبات کو ابھارتے ہیں اور قوم کو اپنے وطن کے ساتھ روحانی اور جذباتی طور پر جوڑتے ہیں۔

پہلے دو مصرعوں کی وضاحت

”بستی بستی تیرا چرچا

قدم قدم پر گیت ترے”

ان مصرعوں میں شاعر وطن کی مقبولیت اور عظمت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ وطن کا ذکر ہر بستی میں ہوتا ہے اور اس کی تعریف کے گیت ہر قدم پر گائے جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وطن صرف ایک محدود علاقے تک مشہور نہیں بلکہ اس کی محبت اور پہچان پورے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ مصرعے قومی وحدت اور اجتماعی شعور کی علامت ہیں، جہاں ہر فرد اپنے وطن پر فخر محسوس کرتا ہے۔

اگلے دو مصرعوں کی وضاحت

”دھڑکن دھڑکن پیار ہے تیرا

نگر نگر میں میت ترے“

یہاں شاعر وطن کے ساتھ عوام کے گہرے جذباتی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ ”دھڑکن دھڑکن پیار ہے تیرا“ سے مراد یہ ہے کہ وطن کی محبت ہر انسان کے دل کی دھڑکن میں شامل ہے۔ وطن سے محبت زندگی کی بنیادی حقیقت بن چکی ہے۔

”نگر نگر میں میت ترے“ ایک نہایت گہرا اور دردناک استعارہ ہے۔ اس سے مراد وہ شہداء ہیں جنہوں نے وطن کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں۔ ہر شہر اور ہر گاؤں میں قربانیوں کی داستانیں موجود ہیں، جو وطن کی آزادی کی قیمت کو ظاہر کرتی ہیں۔

اگلے دو مصرعوں کی وضاحت

”جب تک ہے دنیا باقی

ہم دیکھیں آزاد تجھے“

ان مصرعوں میں شاعر وطن کی آزادی کے لیے دائمی خواہش اور دعا کا اظہار کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جب تک یہ دنیا قائم ہے، ہم اپنے وطن کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ صرف ایک خواہش نہیں بلکہ ایک عہد ہے کہ قوم آزادی کی حفاظت کرے گی اور کسی بھی صورت غلامی کو قبول نہیں کرے گی۔

آخری دو مصرعوں کی وضاحت

”سونی دھرتی اللہ رکھے

قدم قدم آباد تجھے“

یہ مصرعے دعا اور امید پر مبنی ہیں۔ شاعر وطن کی زمین کو ”سونی دھرتی“ کہہ کر اس کی خوبصورتی، زرخیزی اور اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ وہ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وطن ہر قدم پر آباد رہے، ترقی کرے، خوشحال ہو اور امن و سکون کا گہوارہ بنے۔ یہ دعا قومی ترقی، استحکام اور مستقبل کی خوشحالی کی علامت ہے۔

فکری اور قومی پہلو

یہ اشعار صرف جذباتی اظہار نہیں بلکہ ایک اجتماعی قومی پیغام بھی رکھتے ہیں۔ شاعر وطن کی محبت کو فرد کے دل سے لے کر پورے معاشرے تک پھیلا ہوا دکھاتا ہے۔ قربانی، آزادی، دعا اور امید—یہ سب عناصر مل کر ایک مضبوط قومی بیانیہ تشکیل دیتے ہیں۔ نظم قوم کو یاد دلاتی ہے کہ وطن کی

آزادی شہداء کے خون سے حاصل ہوئی ہے اور اس کی حفاظت ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔

خلاصہ وضاحت

یہ اشعار حفیظ جالندھری کی حب الوطنی، قومی شعور اور روحانی وابستگی کی بہترین مثال ہیں۔ شاعر وطن کو محبت، قربانی اور دعا کے پیکر کے طور پر پیش کرتا ہے۔ نظم نہ صرف وطن سے محبت کا درس دیتی ہے بلکہ اس کی آزادی، سلامتی اور خوشحالی کے لیے مسلسل جدوجہد اور دعا کی تلقین بھی کرتی ہے۔